مسئلہ زکوٰۃ

اور

حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صحابی رسول پر الزام نفاق کا محققانہ جائزہ

مولینا سید خواجہ معز الدین اشرفی

خطیب جامع مسجد محمدی، کشن باغ، حیدرآباد

ناشر

شیخ الاسلام اکیڈمی رجسٹرڈ

مغلپورہ، حیدرآباد

محمدی بکڈپو

۵۲۳- وحید کتب مارکیٹ

مٹیا محل جامع مسجد، دہلی ۶

مسئلہ زکوٰۃ اور

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ثعلبہ بن حاطب

صحابی رسول پر الزام نفاق کا محققانہ جائزہ

مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی
خطیب جامع مسجد محمدی کشن باغ حیدرآباد

ناشر: محمدی بکڈپو ۵۲۳،
وحید مارکیٹ مٹیا محل
جامع مسجد دہلی ۔ ٦

محرک: شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد
مکتبہ انوار المصطفےٰ 23-2-75/6
مغلپورہ ۔ حیدرآباد ۔ اے پی

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

جملہ حقوق بحق ناشر و مولف محفوظ

نام کتاب : مسئلہ زکوٰۃ اور حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
تصنیف : مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی (خطیب جامع مسجد محمدی کشن باغ و معتمد ادارہ تحقیقات علمیہ حیدر آباد)
تعداد : 32
سن اشاعت : ۲۰۰۹ء
ناشر : محمدی بک ڈپو ۵۲۳، وحید مارکیٹ
مٹیا محل، جامع مسجد دہلی۔۶
قیمت : .... 15 ...... روپئے

ملنے کے پتے

مکتبہ انوار المصطفیٰ 6/75 -2 -23 مغلپورہ حیدر آباد۔ اے پی
مکتبہ اہل سنت عقب مسجد چوک حیدر آباد۔ اے پی
القرآن کمپنی کمانی گیٹ اجمیر شریف
جیلانی بکڈپو مٹیا محل دہلی
ناز بکڈپو محمد علی روڈ ممبئی
مکتبہ نعیمیہ مٹیا محل دہلی
رضا بکڈپو دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

اصحاب بدر کے نام جنہوں نے غزوۂ بدر میں حصہ لیا
جن کے متعلق پیارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ
اللہ نے اہلِ بدر پر نگاہ کرم ڈال کر فرمایا
''اے اہل بدر! تم جو چاہو کرو، میں نے تم کو بخش دیا''
(بخاری و مسلم)

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

پیارے نبی ﷺ کا ارشاد

اِذَا ذُکِرَ اَصْحَابِیْ فَامْسِکُوْا

(کتاب الشفاء)

جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے تو (بدزبانی) سے باز رہو

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
فہرست مضامین	4	قصہ میں اشکالات کی نشاندہی	22
قصہ حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ	7	علامہ غلام رسول سعیدی کی	
حضرت ثعلبہ بن حاطب بدری صحابی ہے	11	تصریحات	
کیا ثعلبہ نام کے دو اشخاص ہیں؟	15	غزوۂ تبوک کا واقعہ	27
حافظ ابن حجر سے دو دو باتیں	16	روایت کے راویوں پر جرح	29
آیت کا شان نزول	17	ضعیف احادیث کو روایت	
قصہ کے باطل ہونے کے چند وجوہات	18	کرنے کا حکم	30

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين ، والصلاة والسلام على رسوله الكريم وعلى آله وصحبه اجمعين ، امابعد

محراب ومنبر پر اکثر خطیب حضرات فضائل زکوٰۃ کی بابت خطاب کے دوران حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصہ کو بڑی شدومد سے بیان کرتے ہیں، ان کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی اہمیت کو واضح کیا جائے ،لیکن تعجب کی بات ہے وہ جس قصہ کو موضوع سخن بنا کر بیان کرتے ہیں اس میں جس شخصیت کو منافق کہا جارہا ہے وہ ایک بدری صحابی ہیں، اور اصحاب بدر کا مقام ومرتبہ اہل ایمان پر واضح ہے کہ ان کی فضیلت سے کتب احادیث گونج رہی ہیں، ان میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے کہ:

> ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام ،حضور ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اورعرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ اپنے اصحاب بدر کو کیسا شمار فرماتے ہیں؟
>
> حضور ﷺ نے فرمایا ''میں تمام مسلمانوں میں ان کو سب سے زیادہ صاحبِ فضیلت شمار کرتا ہوں''
>
> اس پر حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم بھی فرشتوں کو جوغزوۂ بدر میں حاضر ہوئے افضل ملائکہ شمار کرتے ہیں ۔(مدارج النبوۃ اُردو / جلد دوم/ ۱۷۳/مطبوعہ کراچی)

حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اصحابِ بدر میں ہونے کے سبب یہ عزت حاصل ہے کہ وہ اہل ایمان میں صاحب فضیلت ہیں ،لیکن ہمارے کم علم خطیب حضرات غیر دانستہ طور پر حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منافق کہہ کر ایک ایسے گناہ کو مول لے رہے ہیں، جس کی سزا عنداللہ کیا ہے ہمیں معلوم نہیں۔

قرآن حکیم سے ہمیں اس بات کی رہنمائی ملتی ہے کہ اگر کوئی خبر ہم تک پہنچی ہو تو اس کی تحقیق

کرلیں بلاتحقیق ہم اس خبرکو اِفشا نہ کریں کہیں ایسا نہ ہوکہ اِس خبر کے اِفشا کرنے کے سبب کسی کوتکلیف ہواور بعد میں ہمیں اپنے کیے پر پشیمانی نہ ہوجائے چنانچہ ارشاد ہوا :

یا یھا الذین امنوا ان جاکم فاسق بنبافتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالۃ فتصبحوا علی مافعلتم نادمین

اے ایمان والو! اگرتمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو اِن کی تحقیق کیا کرو، کہیں تم ناواقفیت سے کچھ لوگوں کو تکلیف پہنچادو، پھر اپنے کیے پر پشیمان رہو۔

حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصہ کو اپنی تقاریر کا حصہ بنانے والے ذرا غور کریں ان کی اس طرح کی گفتگو سے کس کوتکلیف پہنچ رہی ہے؟

ایک صحابی رسول وہ بھی بدری صحابی کی جانب ایک من گھڑت قصہ بیان کر کے اُن کی روح کو تکلیف پہنچارہے ہیں ۔ایسا قصہ بیان کرنا اللہ کے رسول ﷺ کو اور اللہ تعالیٰ کو بھی ایذا دینا ہے۔ کیونکہ پیارے آقا ﷺ نے فرمایا کہ:

اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذو ھم غرضا بعد من احبھم فبحبی احبھم و من ابغضھم فبغضی ابغضھم ، و من اذاطم فقداذانی ،و من اذانی فقد اذی اللہ و من اذی اللہ یو شک ان یاخذہ.

میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے بعد ان کونشانہ نہ بنانا جس نے ان سے دشمنی کی تو مجھ سے دشمنی کی وجہ سے ان سے دشمنی کی ،جس نے ان کوایذا دی، اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی ،اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی قریب ہے کہ وہ اس کی گرفت کرے۔ (مسند امام احمد/جلد۴/ص ۱۸۷)

قصہ، حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عام کتب حدیث، کتب تفسیر اور کتب سیرت میں جس منافق کی وعدہ خلافی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا نام ثعلبہ بن حاطب بن عمرو انصاری بیان کیا گیا ہے۔

حضرا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ثعلبہ بن حاطب الانصاری، رسول کریم ﷺ کے پاس گیا اور کہا کہ یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعاء کیجئے کہ مجھے مال عطا فرمائے آپ ﷺ نے فرمایا تم پر افسوس ہے اے ثعلبہ کم مال ہو اور تم اس کا شکر ادا کرو یہ اس سے بہتر ہے کہ زیادہ مال ہو اور تم اس کا شکر ادا نہ کرسکو، وہ پھر دوبارہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا یارسول ﷺ آپ دعاء کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ثعلبہ! تم پر افسوس ہے کیا تم یہ نہیں چاہتے ہو کہ تم رسول اللہ ﷺ کی مثل ہو جاؤ؟ اللہ کی قسم اگر میں سوال کروں کہ پہاڑ میرے لیے سونا اور چاندی بہائیں تو وہ ضرور بہائیں گے، وہ پھر آیا اور کہا کہ یارسول اللہ ﷺ میرے لئے اللہ سے آپ دعاء کیجئے کہ وہ مجھے مال عطا کرے، اللہ کی قسم اگر اللہ نے مجھے مال دیا تو میں ہر حقدار کا حق ادا کروں گا تب رسول کریم ﷺ نے دعاء کی: اے اللہ ثعلبہ کو مال عطا فرما۔ ثعلبہ نے بکریاں پالیں ان میں اس قدر افزائش ہوئی کہ مدینہ طیبہ کی گلیاں ان سے تنگ ہونے لگیں، وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتا پھر بکریوں کی طرف چلا جاتا تھا، ان بکریوں میں اور افزائش ہوئی تو اس نے نماز جمعہ اور نماز باجماعت ترک کردی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی:

خذمن اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها.

''ان کے اموال سے زکوٰۃ لیجئے جو ان کو پاکیزہ کرے اور ان
کے باطن کو اس کے سبب سے صاف کرے۔''

تب رسول کریم ﷺ نے زکوٰۃ کی وصول یابی پر دو اشخاص کو مقرر کیے، ایک شخص انصار سے اور ایک بنوسلیم سے، اور ان کے لیے زکوٰۃ کی مقدار اور جانوروں کی عمریں لکھ دیں ان کو حکم دیا کہ وہ لوگوں سے زکوٰۃ وصول کریں۔ اور ثعلبہ کے پاس جائیں اور اس سے بھی اس کے مال کی زکوٰۃ لیں۔ سوانہوں نے ایسا کیا، جب ثعلبہ کے پاس گئے اور اس کو رسول

کریم ﷺ کا مکتوب پڑھوایا، تب اس نے کہا پہلے اور لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرلو پھر میرے پاس آنا، جب وہ لوگوں سے فارغ ہو کر اس کے پاس گئے تو اس نے کہا اللہ کی قسم! یہ زکوٰۃ تو جزیہ (ٹکس) کی بہن ہے، ان دونوں صحابہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں جا کر یہ واقعہ بیان کیا، تب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ آیت نازل فرمائیں:

''اور ان میں سے بعض (منافق) وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے یہ
عہد کیا تھا کہ اگر ہم کو اللہ نے اپنے فضل سے مال دیا تو ہم ضرور بہ
ضرور صدقہ کریں گے (سورۂ توبہ/۷۵تا۷۷)

پھر انصار کا ایک شخص ثعلبہ کے پاس رہتا تھا، وہ ثعلبہ کے پاس گیا اور کہا تجھ پر افسوس ہے اے ثعلبہ! تو ہلاک ہو گیا، تیرے متعلق قرآن مجید میں اس طرح آیات نازل ہوئی ہیں، تب ثعلبہ نے اپنے بالوں میں خاک ڈالی اور رونے لگا، اور زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ! یا رسول اللہ! لیکن رسول کریم ﷺ نے اس سے زکوٰۃ قبول نہیں فرمایا حتیٰ کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ان پاس آیا اور کہا اے ابوبکر! آپ کو معلوم ہے میری قوم میں میرا کیا مقام ہے! اور رسول کریم ﷺ کے نزدیک میرا کیا مقام تھا۔ آپ مجھ سے زکوٰۃ قبول کر لیجئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے زکوٰۃ قبول کرنے سے انکار کر دیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان کے پاس ثعلبہ آیا، انہوں نے بھی اس سے زکوٰۃ لینے سے انکار کر دیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ثعلبہ آیا، انہوں نے بھی اس سے زکوٰۃ لینے سے انکار کر دیا۔ پھر ثعلبہ حضرت عثمان کے عہد خلافت میں مر گیا۔

اس قصہ کو عربی کتب، المعجم الکبیر، دلائل النبوۃ للبیہقی، معرفۃ الصحابہ، مجمع الزوائد، احیاء العلوم الدین، جامع البیان، تفسیر امام ابن حاتم، معالم التنزیل، اسباب نزول القرآن، تفسیر ابن کثیر، تفسیر کبیر، تفسیر بیضاوی، الدر المنثور، روح المعانی۔

اُردو تفاسیر، معارف القرآن، تفسیر عثمانی، خزائن العرفان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابوں میں نقل کیا گیا ہے۔

مفتی عبدالمجید خان قادری مصباحی نے اپنی کتاب ''مسائل زکوٰۃ اور فطرہ'' میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کا عبرتناک انجام کے تحت اس قصہ کو بیان کیا اور تمہید میں اس قصہ پر یوں تبصرہ کیا کہ:

> عہد رسالت میں مسجد نبوی کی کبوتری ثعلبہ بن حاطب انصاری کا عبرتناک واقعہ مشہور ہے ثعلبہ ایک عابد و زاہد ہونے کے باوجود جب اس کے اندر حب مال اور حرص دنیا سما گئی اور حکم خداوندی و فرمان رسول اللہ ﷺ سے اس نے روگردانی کی تو اسکے زہد و عبادت کا خرمن جل کر خاکستر ہو گیا۔ اور پھر ہر دور میں ذلت و رسوائی ہی اس کی زندگی کا نمونہ بنی (مسائل زکوٰۃ وفطرہ/ص ۱۴۱/ مولفہ مفتی عبدالمجید خان مصباحی/ مطبوعہ مکتبہ نعیمیہ دہلی)

یہ تو مفتی صاحب کی تمہید تھی ''سنی فضائل اعمال'' سے قصہ کی تفصیل درج کرنے کے بعد موصوف نے جو نتیجہ بیان کیا ہے وہ بھی ملاحظہ ہو:

> ثعلبہ کا واقعہ ہمارے لیے باعث عبرت ہے۔ وہ ثعلبہ جو نماز پنجگانہ اور جمعہ رسول اقدس ﷺ کی اقتداء میں ادا کرتا۔ محبوب کبریا ﷺ کے ایمان افروز درس اور مؤثر وشیریں خطبات سنتا۔ رسول پاک ﷺ کے جمال جہاں آراء کے دیدار سے شرفیاب ہوتا اس نے مال ودولت کی کثرت چاہی مصطفیٰ جان رحمت ﷺ نے بڑے حکیمانہ انداز سے سمجھا جایا بھی مگر ہارئے دولت وثروت کی حرص نہ ماننا تھا نہ مانا، بارگاہ نبوت میں بار بار کثرت مال ومنال کی درخواست کرتا رہا، رسول مقبول ﷺ نے اس کے پیہم اصرار سے دعاء فرمادی اللھم ارزق ثعلبہ مالا میرے اللہ ثعلبہ کو مال عطا فرمادے۔
>
> پھر کیا تھا، بے حساب مال ودولت کا سیلاب آ گیا، جس خالق

جس خالق و مالک نے اس کو اس قدر مال دیا اسی رزاق
مسبب الاسباب نے زکوٰۃ وخیرات کا حکم بھی نازل فرمایا۔ اگر
ثعلبہ مال کی زکوٰۃ دیتا تو اس کا مال پاک اور بابرکت ہوجاتا
لیکن ثعلبہ مال سے بے حد محبت کرنے لگا، اللہ عزوجل کے حکم
کو نہ مانا اللہ سے وعدہ خلافی کی منافق اور جھوٹا قرار دیا گیا۔
(مسئلہ زکوٰۃ وفطرہ/ص ۱۴۳/ مولفہ مفتی عبدالمجید خان قادری
مصباحی/مطبوعہ مکتبہ نعیمیہ دہلی)

الفاظ کی کچھ کمی زیادتی کے ساتھ "فیضان شریعت"/ص ۳۴۸۔ میں مولانا محمد ابراہیم آسی نے بھی حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب قصہ کو درج کرنے کے بعد کچھ اسی طرح کا تبصرہ کیا۔

نیز "فلسفہ زکوٰۃ/ مولفہ محمد مشتاق جیلانی/ مطبوعہ اسلامک پبلیشر دہلی کے ص ۳۲ پر کچھ اسی طرح کا تبصرہ حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب قصہ کو درج کرنے کے بعد مولف نے قلم بند کیا۔

سنی دعوت اسلامی، کی درسی کتاب "برکات شریعت" حصہ اول ص ۲۸۷ پر تفسیر [illegible] کے حوالہ سے امیر سنی دعوت اسلامی، حافظ وقاری مولانا شاکر علی نوری نے بھی [illegible] حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب قصہ کو درج کیا لیکن اس پر اپنی جانب سے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

مقام تعجب ہے! کہ یہ قصہ نقل در نقل ہوتا ہوا آرہا ہے اور اس قصہ میں جس شخصیت کو منافق، کہا جارہا ہے ان کے بارے میں قصہ نقل کرنے والوں کو علم ہی نہیں ہے کہ حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار اصحاب بدر میں ہوتا ہے۔

نقل در نقل کرنے والوں کا قصور یہ ہے کہ ان لوگوں نے اصل مصادر و مرجع کی طرف رجوع نہ کیا اور متقدم کی معلومات پر اعتماد کرلیا۔ بس اس کا نتیجہ یہ نکلا! کہ ان نقل کرنے والوں کی تصانیف کو دیکھ کر بے دھڑک مساجد میں منبروں پر اور عام مجلسوں میں یہ قصہ بیان ہونے لگا

ہم بیان کرنے والوں اور اس قصہ کو اپنی تصانیف میں نقل کرنے والوں پر صحابی کی شان میں توہین کرنے کا الزام نہیں لگاتے کیونکہ ان سب حضرات کے پیش نظر ادائی زکوٰۃ کی ترغیب والترہیب کا جذبہ ہے اور اس جذبے کے تحت اس حکایت کو بڑی اہمیت حاصل ہوئی یہاں ہم اس قصہ کی حقیقت اور محتاط علمائے کا اس پر اظہار خیال کیا ہے اس سلسلہ میں ان علماء کی سعی ہدیہ قارئین کرتے ہیں تاکہ ہماری زبان اور قلم سے بے علمی کے سبب ایک صحابی کی بابت جو قابل گرفت جملے صادر ہورہے ہیں صحابی رسول پر نفاق اور قہر الٰہی کی بات جو ہم اپنی کتابوں میں لکھ رہے ہیں اس سے رجوع ہونے کا موقع مل جائے۔ آیئے پہلے ان تصریحات کو ملاحظہ فرمائیں جو محقق علمائے اُمت نے حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ کو اصحاب بدر میں شمار کیا ہے

حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بدری صحابی ہے

علامہ غلام رسول سعیدی حفظہ اللہ تعالیٰ اپنی معرکتہ الآراء تفسیر ''تبیان القرآن'' جلد ۵ سورتوبہ آیت ۷۴، ۷۵ کے تحت حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دفاع میں تحریر فرماتے ہیں:

﴿۱﴾ حضرت امام ابن ہشام متوفی ۲۱۸ھ لکھتے ہیں: غزوۂ بدر میں بنو اُمیہ سے جو صحابہ شریک ہوئے اِن میں حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ (سیرت ابن ہشام/جلد ۲/ص ۳۰۰ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت، سن اشاعت ۱۴۱۵ھ)

﴿۲﴾ امام محمد بن عمرو واقدی المتوفی ۲۰۷ لکھتے ہیں: بنو اُمیہ میں سے غزوۂ بدر میں جو صحابہ شریک ہوئے، ان میں حضرت ثعلبہ بن حاطب بھی ہیں، نبی کریم ﷺ نے ان کو مقام روحاء سے واپس کردیا تھا اور ان کو مدینہ منورہ پر عامل مقرر کیا تھا اور مال غنیمت میں سے حصہ عطا فرمایا تھا۔ (کتاب المغازی/جلد ۱/ص ۱۵۹/مطبوعہ عالم الکتب بیروت، سن اشاعت ۱۴۰۴ھ)

﴿۳﴾ امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے حضرت ثعلبہ بن حاطب اور حضرت معتب بن الحمراء خزاعی کے درمیان مواخات کرائی تھی اور حضرت ثعلبہ بن حاطب

غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شریک ہوئے تھے۔(الطبقات الکبریٰ/ جلد ۳/ص ۴۶۰/ مطبوعہ دار صادر بیروت، سن اشاعت ۱۳۸۷ھ)

﴿۴﴾ امام یوسف بن عبدالبر القرطبی المالکی المتوفی ۴۶۳ھ لکھتے ہیں: حضرت ثعلبہ بن حاطب اور معتب بن عوف بن الحمراء کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے مواخات قائم کی تھی اور حضرت ثعلبہ غزوۂ بدر اور اُحد میں شریک ہوئے تھے۔(الاستیعاب/ جلد ۱/ص ۲۸۴، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، سن اشاعت ۱۴۱۵ھ)

ان حوالہ جات کے بعد علامہ غلام رسول سعیدی حفظہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

> ''یہ معتمد اور مستند تصریحات ہیں جن سے واضح ہو گیا کہ حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدری صحابی ہیں اور بدریوں کے متعلق نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ وہ سب نجات یافتہ ہیں تو ان کو ایک منافق کے متعلق نازل شدہ آیات کا مصداق قرار دینا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟''(تبیان القرآن/ جلد ۵/ص ۲۰۳،۲۰۴/ مطبوعہ فرید بک اسٹال اُردو بازار لاہور)

اب ہم یہاں ان علمائے اُمت کی تحقیقات کو بھی پیش کرتے ہیں جنہوں نے حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مزید وضاحت کی ہیں ملاحظہ ہو:

﴿امام ابن حزم المتوفی ۴۵۶ھ﴾

امام ابن حزم نے '' المحلی '' میں لکھا کہ:''یہ آیات ثعلبہ بن حاطب کے بارے میں نازل ہوئی ہیں (کہنا) باطل ہے، ٹھیک نہیں ہے کیونکہ حضرت ثعلبہ معروف بدری صحابی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے مال سے زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کے محبوب نبی ﷺ نے آخری وقت میں ارشاد فرمایا تھا کہ جزیرۂ عرب میں دو دین باقی نہیں رہ سکتے تو ان ارشادات اور فرامین کے مطابق ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو صورتیں ہیں اگر وہ مسلمان تھے تو حضرت ابوبکر و حضرت عمر پر فرض عائد ہوتا تھا کہ وہ ہر صورت میں ان سے زکوٰۃ وصول کرتے کیونکہ اس میں کوئی گنجائش نہیں ہے اور اگر وہ مسلمان نہیں تھے منکر زکوٰۃ

میں تھے تو ان کا فرض بن جاتا تھا کہ وہ اس کو جزیرہ عرب سے نکال دیتے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق یہ ناممکن اور محال ہے کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری زکوٰۃ بھی ادا نہ کرے اور جزیرہ عرب میں بھی مقیم رہے۔اور ابن حزم نے اس بابت دوسری وجہ یہ بیان کی کہ: معان بن یزید ابن عبدالمالک اور القاسم بن عبدالرحمٰن اس روایت کے روای ہیں جو کہ قاسم کے علاوہ تمام کے تمام ضعفاء راوی ہیں جس کی بنیاد پر اس کی سند انتہائی ضعیف ہے جو قابل حجت نہیں بن سکتی۔ (المحلی / جلد۱۱/ص۲۰۶،۲۰۷)

﴿امام بیہقی المتوفی ۴۵۸ھ﴾

امام بیہقی فرماتے ہیں اس روایت کی سند پر نظر ہے اور یہ تحقیق مفسرین کے مابین معروف اور مسلم ہے۔ (فیض القدیر/ جلد۳ص ۵۲۷)

﴿ابن اثیر الجزری المتوفی ۶۳۰ھ﴾

امام ابن اثیر نے اُسد الغابہ میں اس بات کو ترجیح دی ہے کہ یہ قصہ غیر صحیح ہے کیونکہ جب ان کے ہاں ثعلبہ جیسے دو ناموں کا تصور پیش کیا گیا تو وہ جواباً فرماتے ہیں کہ اس تصور کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو یہ قصہ غیر صحیح ہے یا پھر یہ ثعلبہ وہ ثعلبہ نہیں ہے جو بدری ہے یہ ناممکن ہے ثعلبہ نامی کوئی خیالی نام تاریخ اسلام میں داخل کر دیا جائے۔ثعلبہ وہی بدری صحابی ہے لیکن ان کی طرف منسوب کردہ قصہ غلط ہے (اُسد الغابہ/ جلد اول/ ۲۸۵)

﴿امام قرطبی المتوفی ۶۷۱ھ﴾

یہاں ثعلبہ سے مراد البدری ہے اور یہ ان مسلمانوں میں سے ہے جن کی اللہ اور رسول نے سورۂ ممتحنہ کے شروع میں ایمان کی گواہی دی ہے (امام قرطبی کو اس بات پر تعلیق یہ ہے کہ سورۂ ممتحنہ کے آغاز میں جس صحابی کے ایمان کی گواہی اللہ اور رسول نے دی ہے وہ حاطب بن ابی بلتعہ کے متعلق ہے ثعلبہ کے متعلق نہیں) اس کے بعد امام قرطبی فرماتے ہیں حضرت ثعلبہ کے متعلق جو قصہ مشہور کیا گیا ہے وہ غیر صحیح ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن/ جلد ۸/ص ۲۱۰)

﴿امام ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ﴾

امام ذہبی نے حضرت ثعلبہ بن حاطب بن عمرو انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدر صحابی بتایا ہے

اور کہا کہ یہ وہی آدمی ہے جن کے متعلق مشہور ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ درخواست مال کی تھی۔ تمام روایت ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں یہ روایت انتہائی منکر روایت ہے (تجرید اسماء الصحابہ/ جلد ۱/ ص ۶۶)

﴿الحافظ العراقی المتوفی ۸۰۷ھ﴾

الحافظ العراقی" **المغنی عن حمل الاسفار فی تخریج ما فی الاخبار من الاخبار** " میں اس روایت کی سند کے ضعیف ہونے کا ذکر کیا ہے۔(**المغنی** / جلد ۳/ ۳۳۸)

﴿الحافظ الہیثمی المتوفی ۸۰۷ھ﴾

الحافظ الہیثمی نے اپنی کتاب **مجمع زوائد** میں اس روایت کو طبرانی سے نقل کیا اور اس کی سند میں علی بن یزید الالہانی راوی ہے جو متروک الحدیث ہے اور متروک راوی کی روایت قابل حجت نہیں ہوتی۔(**مجمع زوائد**/ جلد ۷/ ص ۳۲)

﴿الحافظ بن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ﴾

ابن حجر عسقلانی نے اس قصہ کو الاصابہ میں لکھتے ہیں:

موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے ثعلبہ بن حاطب انصاری کا بدری صحابہ میں ذکر کیا ہے، اسی طرح ابن الکلبی نے ذکر کیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ وہ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے، اس کے بعد حافظ ابن حجر نے اس قصہ کا خلاصہ درج کیا ہے، پھر لکھتے ہیں ثعلبہ بن حاطب کے متعلق یہ قصہ ہو میرے گمان میں صحیح نہیں ہے، حضرت ثعلبہ بن حاطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدری صحابی تھے اور جنگ اُحد میں شہید ہوئے۔(**الاصابہ** / جلد ۱/ ص ۱۹۸)

﴿علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی المتوفی ۹۴۲ھ﴾

انہوں نے حافظ ابن حجر عسقلانی کی اس تحقیق سے اتفاق کیا ہے۔(سبل الہدیٰ والرشاد/ جلد ۴/ ص ۹۵، ۹۴/ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

﴿علامہ السید محمد بن محمد الزبیدی، المتوفی ۱۲۰۵ھ﴾

انہوں نے بھی حافظ ابن حجر عسقلانی کی اس تحقیق سے اتفاق کیا ہے۔(سبل الہدیٰ والرشاد/

جلد۴/ص ۹۵،۹۴/مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

کیا ثعلبہ نام کے دو اشخاص ہیں؟

یہ بات مشہور ہے کہ ایک شخص بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا، اور اس نے مال کی کثرت کے لئے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ﷺ سے دعاء کرنے کی خواہش کی اور حضور ﷺ نے اس کے حق میں دعاء کیے جس کے نتیجہ میں وہ مال کثیر پایا اور اس نے اس مال میں سے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ انکار کرنے والا کون تھا؟

اس بابت حضرت علامہ غلام رسول سعیدی حفظہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں یہ واقعہ ''ثعلبہ بن ابی حاطب کا ہے نہ کہ حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ''(تبیان القرآن/ جلد۵/ص ۲۰۱/مطبوعہ فرید بک اسٹال اُردو بازار لاہور)۔

حافظ احمد بن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں:

اس قصہ میں جس شخص کا ذکر ہے، وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مرا تھا، اور اس کی تقویت اس بات سے ہوتی ہے کہ امام ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سورۂ توبہ کی اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ ایک شخص ثعلبہ بن ابی حاطب انصاری تھا وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور پھر پورا قصہ بیان کرنے کے بعد کہا کہ یہ شخص ثعلبہ بن ابی حاطب تھا اور جو بدری صحابی ہیں ان سے متعلق اتفاق ہے کہ وہ ثعلبہ بن حاطب تھے ۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص بدر یا حدیبیہ میں حاضر ہوا وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا نیز آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اہل بدر کے متعلق فرمایا: تم جو چاہو کرو، میں نے تم کو بخش دیا ہے (بخاری و مسلم) پس جس بدری صحابی کی یہ شان ہو، وہ ان آیات کا کیسے مصداق ہو سکتے ہیں منافقین کے بارے میں مذکور ہے کہ قیامت تک ان کے دل میں نفاق رہے گا، پس ظاہر ہے کہ اس قصہ میں جس شخص کا ذکر ہے وہ حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غیر تھا اور تفسیر ابن مردویہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کے مطابق وہ شخص (جس نے زکوٰۃ ادا کرنے کا منکر ہوا وہ) ثعلبہ بن ابی حاطب ہے (الاصابہ/ جلد۱/ ۵۱۶،۵۱۷/مطبوعہ دار الکتب بیروت، سن اشاعت ۱۴۱۵ھ)

حافظ ابن حجر سے دو دو باتیں

علامہ غلام رسول سعیدی نے حافظ ابن حجر وغیرہ کی تصریحات سے متاثر ہو کر اس روایت پر اتفاق کرلیا کہ جس منافق کا ذکر ہوا ہے وہ حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غیر ہے اور اس کا نام ثعلبہ بن ابی حاطب ہے، یہ بات بھی قابل التفات نہیں ہے اس بابت ہم یہاں پر علامہ عداب محمود الحمش کی تصریحات کو پیش کرتے ہیں کہ ان انہوں نے لکھا کہ:

☆ حافظ ابن حجر نے لکھا کہ ''میں اس حدیث کو ہی صحیح نہیں سمجھتا'' جبکہ احادیث کشاف کی تخریج میں اس قصہ کی حدیث کو سخت ضعیف اور فتح الباری میں ضعیف اور نا قابل حجت حدیث قرار دیا ہے۔ اس کے باوجود معلوم نہیں کیسے انہوں نے ایک ضعیف وکمزور حدیث سے مغایرت کے ثبوت کو تقویت دی ہے؟

☆ حافظ ابن حجر کے خیال کے مطابق جب قصہ ہی صحیح نہیں ہے تو وہ پھر (ایک نام کے دو اشخاص کے) اس قسم کے بے بنیاد مفروضے کو کیوں قائم کر رہے ہیں؟

☆ کیا کسی معقول ومقبول دلیل کے بغیر کسی بھی شخص کا وجود، خواہ مسلمان ہو یا منافق، ثابت ہوسکتا ہے۔

☆ خود حافظ ابن حجر نے **الاصابہ** کے مقدمہ فرمایا ہے:

''**الطریق الی معرفة کون الشخص صحابیا**'' کسی شخص کے صحابی ہونے کی معرفت کا طریقہ۔ اور یہ معرفت چند طریقوں سے حاصل ہوگی۔

(۱) بطریق تواتر یہ ثابت ہو کہ وہ صحابی ہے۔

(۲) یا شہرت واستفاضہ کی وجہ سے اس کا صحابی ہونا ثابت ہو۔

(۳) یا اس طریقہ سے کہ صحابہ میں سے کسی سے روایت کی جائے کہ مثلاً فلاں شخص کو صحبت ہے اور ایسے ہی تابعین میں سے کسی سے یہ روایت کی جائے۔

اور یہ اس بنا پر راجح قول کے مطابق ایک شخص کی جانب سے بھی کسی کے لیے تزکیہ مقبول ہوگا۔

(۴) یا پھر اس طریقہ سے صحبت ثابت ہوگی کہ وہ خود کہے میں صحابی ہوں بشرطیکہ اس کی

ثقاہت اور معاصرت ثابت ہو۔

اب آیئے دیکھیں کہ کیا تواتر یا شہرت سے دو ایسے صحابی کا وجود ثابت ہے کہ جن میں سے ایک ثعلبہ بن حاطب اور دوسرے ثعلبہ بن ابی حاطب ہیں؟

اور اگر یہ ثابت نہیں تو کیا ان دونوں میں سے ہر ایک کے لیے عدالت اور معاصرت یا صرف معاصرت ثابت ہے؟

حافظ ابن حجر کا اس مذکورہ قصہ کے متعلق جب یہ کہنا ہے کہ وہ سخت ضعیف اور نا قابل حجت ہے تو پھر ایک منافق شخص کو منافق ثابت کرنے کے لیے، جس پر اس بے بنیاد اور موہوم قصہ کو چسپاں کیا جاسکتا ہے کیوں ایسے دھاگوں کی تلاش ہے جو مکڑی کے جالوں سے بھی کمزور ہوں۔

(۵) جب سب اس بات پر متفق ہیں کہ بدری صحابی کا نام حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ اور ان کا غیر مجہول ہے، کچھ پتہ نہیں کہ وہ کون ہے؟ اس کے حالات ونسب کا بھی علم نہیں ہے اور نہ ہی ہمارے پاس کوئی معتبر ومقبول سند ہے تو محض ان دو شخصوں کے درمیان مغایرت ثابت کرنے کے لیے ہم کیونکر اس کا وجود فرض کر لیں۔

(۶) ہم ثعلبہ بن ابی حاطب کے وجود کے دعوی کو مسترد کرتے ہیں، کیونکہ یہ ایک بدری صحابی پر نفاق کی تہمت لگانے کے خوف کے نتیجہ میں پیدا ہوا ہے اور چونکہ پورا قصہ ہی بے بنیاد ہے، اس لیے ہمیں نہ کسی مفروضہ کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی حیلے کی۔ (ثعلبہ بن حاطب، ایک مظلوم صحابی/ تالف عداب محمود الحمش /عربی سے ترجمہ: عقیل احمد حبیب اللہ/ص ۵۵ تا ۵۷)

آیت کا شان نزول

علامہ عداب محمود الحمش تحریر فرماتے ہیں:

جس شخص کے بارے میں آیت نازل ہوئی، اس کے نام کے ذکر سے صرف نظر کرنے میں سب سے دلچسپ بات جس سے میں واقف ہوا وہ ''حدائق الانوار'' میں ابن المدیبع کا یہ قول ہے کہ:

''جب آپ ﷺ تبوک پہنچے (جو بلاد روم کے قریب ہے) تو وہاں دس دنوں سے زیادہ قیام

کیا، تاہم دشمن سے مڈ بھیڑ نہیں ہوئی، اور آپ ﷺ نے اس علاقہ کے تمام لوگوں سے جزیہ پر صلح کر لی۔ اس کے بعد جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ واپس ہوئے تو منافقین آپ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شرکت نہ کرنے پر معذرت کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوئے اور اس پر جھوٹی قسمیں کھانے لگے، لہذا آپ ﷺ نے اُن کا عذر قبول کر کے ان کے باطن کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا اور پھر نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ کی آیات نازل کر کے ان کو رسوا کیا، اور اسی سبب اس سورۃ کا ایک نام **فاضحہ** بھی ہے۔

سابقہ تفصیلات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ تمام سیرت نگاروں اور علماء مغازی کے نزدیک متفقہ طور پر ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدری صحابی ہے۔ پھر کہاں سے اس قصہ نے ان کو مشتبہ کر دیا؛ (ثعلبہ بن حاطب، ایک مظلوم صحابی/تالف عداب محمود الحمش /عربی سے ترجمہ: عقیل احمد حبیب اللہ/ص ۵۷ تا ۵۸)

قصہ کے باطل ہونے کے چند وجوہات

حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ باطل ہونے پر جو دلائل علامہ عداب محمود الحمش نے تحریر کیا ہے اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

مذکورہ آیت کس شخص کے متعلق نازل ہوئی، اس کے بارے میں قصہ بیان کرنے والوں کے اقوال میں اضطراب ہے اس آیت کے سبب نزول کے بارے میں ان لوگوں کے متعدد اقوال ہیں۔

☆ ایک قول یہ ہے کہ ثعلبہ بن حاطب کے بارے میں نازل ہوئی۔

☆ دوسرا قول یہ ہے کہ ثعلبہ بن ابی حاطب کے بارے میں نازل ہوئی۔

☆ تیسرا قول یہ ہے کہ **حاطب بن ابی بلتعہ** کے بارے میں نازل ہوئی۔

اور چوتھا قول یہ ہے کہ منافقین کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی۔

جس شخص کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اس کے تعین کے سلسلے میں اس قسم کا اختلاف بلاشبہ اس قصہ کو ضعیف اور کمزور کر دیتا ہے۔ نیز اس کے ضعف میں مزید اضافہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ وہ تمام اسانید جن میں صراحت ہے کہ آیت فلاں کے بارے میں نازل ہوئی،

ضعیف ہیں، اس قسم کی سندیں قابل حجت نہیں ہوتیں۔

حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے سلسلہ میں قصہ بیان کرنے والوں کا اختلاف اس قصہ کو اس طرح بھی باطل کر دیتا ہے کہ یہ اختلاف قصہ کے بعید از حقیقت ہونے اور صاحب قصہ کی عزت ووقار اور ان کے دین کے دفاع کو ضروری قرار دیتا ہے، کیونکہ درحقیقت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سن وفات کسی کو معلوم نہیں چنانچہ ان کے سن وفات کے سلسلہ میں بھی شدید اختلاف ہے۔

پہلا قول: قصہ بیان کرنے والوں کے قول کے مطابق حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی، لیکن یہ قول سند کے اعتبار سے مردود ہے۔ کیونکہ یہ قول اور ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ ایک ہی ضعیف اور کمزور سند سے مروی ہیں۔

دوسرا قول: حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔

تیسرا قول: حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ خیبر میں شہید ہوئے۔

دوسرا قول علامہ ابن عبدالبر اور حافظ ابن حجر نے بیان کیا ہے۔

خواہ ان کی شہادت غزوۂ احد میں ہوئی ہو یا غزوۂ خیبر میں، لیکن بہرحال بعض کے نزدیک ان کی وفات، رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی ہو چکی تھی اور یہ بات اس قصہ کے معارض ہے جس میں مذکور ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔

اور چونکہ پہلا قول قصہ کے ساتھ ہی وارد ہوا ہے اور اس کی سند ضعیف اور ناقابل اعتماد ہے، اس لیے ہمارے لیے ناگزیر ہو جاتا ہے کہ یا تو ہم دوسرے یا تیسرے قول کو قبول کر لیں کیونکہ ان دونوں اقوال کے علاوہ مزید کوئی قول موجود نہیں ہے۔ اور یہ دونوں ہی قول اس قصہ کی جڑ اُکھاڑ دیتے ہیں اور اس کی بنیاد ڈھاتے ہیں یا پھر ہم اس سلسلے میں توقف کریں، کیونکہ ان دونوں اقوال میں سے کسی کے بارے میں بھی کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہے۔

ایک اور تیر جو اس قصہ کے جگر میں میں پیوست کیا جاتا ہے اور جو اس قصہ کی بنیاد کو پاش پاش کر دیتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ قصہ حدیث کی صحاح، مسانید یا سنن میں وارد نہیں ہے جب کہ یہ

واقعہ بہت مشہور اور عام تھا، جیسا کہ اس کی شہرت سے معلوم ہوتا ہے۔ اور پھر اس کے ساتھ ساتھ یہ قصہ انتہائی اہمیت کا حامل بھی ہے، کیونکہ اس کا تعلق ایک اہم شرعی حکم سے ہے اور وہ ہے مانع زکوٰۃ کا حکم۔ لہذا، اگر یہ قصہ حقیقت میں رونما ہوا ہوتا تو یقیناً صحیح سند سے منقول ہوکر ہم تک پہونچتا، جب کہ ایسے قصے بھی منقول ہوئے ہیں جو بہ نسبت اس قصہ کے مسلم معاشرے کے لیے معمولی اہمیت اور کم اثر کے حامل ہیں، لیکن کتب صحاح اور سنن میں ان کو درج کیا گیا ہے، ان قصوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صاحب قصہ سے رسول کریم ﷺ کے زمانے میں خطائیں سرزد ہوگئی تھیں اور اس بنا پر بعض صحابہ نے ان پر نفاق کی تہمت لگائی تھی جیسے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ ہے۔

اسی طرح غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے کے معاملے میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشہور قصہ ہے۔ اور واقعہ افک بھی ہے جس میں حضرت مسطح بن اثاثہ ملوث ہوگئے تھے۔ اس کے علاوہ بھی متعدد ایسے واقعات و قصے رونما ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے متعلقہ اصحاب کی مدافعت کی، ان کے عذر سے مطمئن ہوکر ان کی توبہ قبول کی اور پھر ان کے لیے استغفار کیا۔ ان تمام شواہد کے بعد یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی توبہ کیوں قبول نہیں ہوئی جبکہ کریم آقا ﷺ نے ان منافقین کا عذر قبول کرلیا جو (بلا کسی عذر کے) جہاد میں شریک نہیں ہوئے تھے جبکہ اُن تین صحابہ کا عذر جو اسی جہاد میں نہیں گئے تھے، اس وقت تک قبول نہیں کیا تا آنکہ ان کی قبولیت کے بارے میں قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں۔

اگر مان لیں کہ ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطا کار مومنوں میں سے تھے تو ہمارے سامنے صرف دو احتمال باقی رہ جاتے ہیں۔

پہلا احتمال یہ ہے کہ وہ اس خطا کے بعد مرتد ہوگئے تھے (معاذ اللہ)، لیکن یہ احتمال جہاں صحیح دلیل کا محتاج ہے وہیں یہ اہل بدر کے بلند مقام و مرتبہ کے معارض بھی ہے۔

دوسرا، احتمال یہ ہے کہ وہ غلطی کرنے کے بعد اپنے کیے پر نادم تھے اور یہی بات اس باطل قصے سے معلوم ہوتی ہے اور یہ ثابت نہیں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے کسی ایسے شخص کی توبہ قبول

کرنے انکار کردیا ہو جس نے اپنے فعل پر نادم ہوکر توبہ کی ہو، بلکہ یہ دین کی اس بدیہی بات کے صریح خلاف ہے کہ جب کوئی بندہ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔

البتہ یہ صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر کبھی کبھی نزول وحی میں تاخیر ہو جاتی تھی جیسا کہ اُن تین صحابہ کرام کے قصہ میں ہوا جو غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے، آپ ﷺ اپنے صحابہ کی بھلائی کے بہت خواہاں رہتے تھے، ان سے حد درجہ محبت کرنے والے اور ان پر شفیق اور مہربان تھے۔ لہذا یہ قصہ رسول اللہ ﷺ کے پاکیزہ اور کریمانہ اخلاق کے ساتھ میل نہیں کھاتا کہ ایک شخص توبہ کر لے اور حضور ﷺ اس کو دھتکار دیں۔

نیز اس کے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم، کسی شخص کو عبادت کرنے سے روک نہیں سکتے، اگر اس قصہ کو صحیح مان لیا جائے تو یہ الزام حضرت ابوبکر، حضرت عمر، اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بھی آئے گا کہ یہ لوگوں نے اللہ کے راستے سے روکنے والے شمار ہوں گے۔ اور ایسا ان کی شان سے بعید ہے بلکہ ہمیں اس پر تعجب ہوگا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو منکرین زکوٰۃ کو مرتد قرار دیتے ہوئے ان سے جنگ کی تھی اور یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا:

واللہ منعونی عقالا کانوا یودونہ الی رسول اللہ ﷺ لقاتلتھم علیہ، خدا کی قسم اگر وہ مجھے ایک رسی بھی دینے سے انکار کریں جسے رسول ﷺ کو دیتے تھے تو میں اس کی وجہ سے ان سے قتال کروں گا۔

لہذا منکرین زکوٰۃ سے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اعلان جنگ ہے، آپ کے اس عمل سے کیسے ہم آہنگ ہوسکتا ہے کہ آپ نے ایک شخص کو زکوٰۃ ادا کرنے سے روک دیا جو اسے ادا کرنا چاہتا تھا۔

یہاں ایک بات یہ کہی جاسکتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ثعلبہ سے زکوٰۃ قبول نہیں لی اس لئے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی قبول نہیں کیے اگر اس بات کو تسلیم کرلیا جائے تو یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ثعلبہ زکوٰۃ نہ دے کر مرتد ہوگئے (معاذ اللہ) تو پھر ان پر تلوار کیوں نہیں اُٹھائی؟

اسلامی احکام اورقوانین میں یہ بات معروف ہے کہ اسلام، لوگوں کیساتھ ان کے ظاہری حالات کے مطابق معاملہ کرتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے منافقین کا نفاق جان لینے کے باوجود ان کے ساتھ ظاہر کے مطابق ہی معاملہ کیا کرتے تھے، بلکہ آپ ﷺ نے اس پر عمل کرتے ہوئے عبداللہ ابن ابی بن سلول کی نماز جنازہ بھی پڑھی اور اس کے کفن کے لیے اپنا کرتا عنایت فرمایا کیونکہ وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا تھا، حالانکہ نبی مکرم ﷺ کو معلوم تھا کہ وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوگا۔ پھر ان منافقین کے مقابلہ میں حضرت ثعلبہ کا فعل کیا اہمیت رکھتا ہے۔ جبکہ قصہ میں یہ بات بھی ہے کہ حضرت ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آہ بکا اور ندامت کے ساتھ حاضر بارگاہ نبوی ہوئے۔ اگر حضرت ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منافقین میں سے ہوتے تو انہیں آہ بکاء اور ندامت کی ضرورت کیوں پیش آتی؟

اس سلسلہ کی ایک فیصلہ کن بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من اعطی زکاة ماله مؤتجرا فله اجرها، ومن منعها فانا اخذوها وشهر ماله غرمة من غرمات ربنا، ليس لآل محمد منها شئی (مسند امام احمد/ جلد ۵/۲،۴)

جس نے ثواب کی نیت سے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی، اس کو اجر ملے گا اور جس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو ہم (اس سے) زکوٰۃ بھی لیں گے اور اس کے مال کا نصف حصہ بھی یہ ہمارے رب کے حق میں سے ایک حق ہے۔ اس میں آل محمد کے لیے کچھ جائز نہیں ہے۔

اس حدیث میں اس بات کی وضاحت ہو چکی کہ زکوٰۃ کا انکار کر کے کوئی اپنے مال کو بچا نہیں سکتا، انکار کرنے والے سے بھی زکوٰۃ وصول کی جائیگی، اگر حضرت ثعلبہ نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تھا، بعد میں وہ زکوٰۃ لے کر حاضر ہوئے تو تب بھی ان کی زکوٰۃ کو قبول نہ کرنا کیا معنی؟

قصہ میں اشکالات کی نشاندہی

شیخ محمد عبدہٗ کے حوالے سے علامہ غلام رسول سعیدی حفظہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

(حضرت ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بابت) اس قصہ والی حدیث میں کئی اشکالات ہیں جو ان آیات کے نزول سے متعلق ہیں:

﴿۱﴾ قرآن مجید کے سیاق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ غزوۂ تبوک کے سفر کے موقع کا ہے، اوراس حدیث کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ زکوٰۃ فرض ہونے کے بعد پیش آیا اور مشہور یہ ہے کہ زکوٰۃ دو ہجری کو فرض ہوئی تھی اور غزوۂ تبوک رجب نو ہجری میں ہوا تھا اور یہ واضح تعارض ہے۔

﴿۲﴾ اس حدیث میں ہے کہ ثعلبہ نے پہلی بار جو زکوٰۃ نہیں دی اوراس کو جزیہ کی بہن کہا تھا وہ اس پر نادم ہوئے اور، روئے، توبہ صادقہ کی پھر بھی نبی کریم ﷺ نے ان کی توبہ قبول نہیں کی اور یہ بات نبی کریم ﷺ کی عام سیرت کے خلاف ہے کہ جبکہ نبی کریم ﷺ منافقین کے ساتھ ان کے ظاہر حال کے اعتبار سے معاملہ فرماتے تھے۔

﴿۳﴾ اس حدیث میں مذکور ہے کہ ثعلبہ نے توبہ صادقہ کر لی تھی جب کہ ان آیات کے ظاہر کا یہ معنی ہے کہ ان کی موت نفاق پر ہوگی اور وہ اپنے بخل اور زکوٰۃ سے اعراض سے توبہ نہیں کریں گے حالانکہ اس حدیث میں صراحت ہے کہ وہ بخل سے توبہ کر چکے تھے اور بار بار زکوٰۃ پیش کرتے تھے۔

﴿۴﴾ نیز اس حدیث میں مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کی زکوٰۃ قبول نہیں کیے اور ظاہر شریعت پر عمل نہیں کیے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کفر، نفاق اور معصیت سے توبہ قبول فرمالیتا ہے اور یہ ایسی چیز ہے کہ اسکے نبی کریم ﷺ کی زندگی میں اور اسلام میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

﴿۵﴾ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے قتال کروں جب تک وہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دیں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ اس حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ جب ثعلبہ نے زکوٰۃ نہیں دی اوراس کو جزیہ کہا تو آپ ﷺ اس سے قتال کرتے نہ کہ یہ بعد میں جب نادم ہوکر زکوٰۃ دینے آئے تو آپ ان کی زکوٰۃ کو رد کر دیتے، سو اس حدیث میں صرف ثعلبہ پر افتراء نہیں ہے، نبی کریم ﷺ پر بھی افتراء ہے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر بھی افتراء ہے کیونکہ اس

روایت کے مطابق ان حضرات نے بھی اس سے زکوۃ قبول نہیں کی۔(تبیان القرآن /جلد۵/ص ۲۰۶، ۲۰۷/ بحوالہ: المنار/جلد۱۰/ص ۵۶۱، مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)

علامہ غلام رسول سعیدی کی تصریحات

علامہ غلام رسول سعیدی حفظہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصہ کے تحت بیان کرتے ہیں کہ:

''یہ روایت نبی کریم ﷺ کی سیرت اور مزاج کے بالکل خلاف ہے۔

☆ ابوسفیان نے متعدد بار مدینہ منورہ پر حملہ کیا لیکن جب وہ اسلام لائے تو آپ ﷺ نے ان کا اسلام قبول کرلیا۔

☆ وحشی نے آپ ﷺ کے محبوب چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا لیکن جب وہ اسلام لانے کے لیے حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کا اسلام قبول کرلیا۔

☆ ہند نے آپ ﷺ کے چچا کا کلیجہ دانتوں سے چبایا جب اسلام لانے کے لیے حاضر ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کا اسلام قبول کرلیا۔

☆ عمیر بن وہب آپ ﷺ کے قتل کے ارادے سے مدینہ منورہ آئے تھے جب اسلام قبول کرنے کی خواہش کی تو آپ ﷺ نے ان کا اسلام قبول کرلیا۔

☆ صفوان بن اُمیہ، عمیر کو رسول اللہ ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنا کر بھیجے تھے لیکن جب صفوان نے اسلام قبول کرنے کی بات کی تو آپ ﷺ نے ان کا اسلام قبول کرلیا۔

ایسی بہت سی مثالیں ہیں، تو اگر ثعلبہ بن حاطب نے ایک بار زکوۃ دینے سے انکار کیا، پھر بعد میں اس پر توبہ کرلی اور سخت نادم ہوئے تو پھر یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ آپ ﷺ ان کی توبہ قبول نہ کرتے اور ان سے زکوۃ نہ لیتے۔ اس مسئلہ پر قیاس کرنے کے لیے ہم ایک حدیث کو پیش کرتے ہیں:

> مصعب بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول کریم ﷺ نے چار شخصوں اور دو عورتوں کے سوا سب کے لیے امن کا اعلان کردیا، اور فرمایا ان کو قتل کردو خواہ تم ان کو

کعبہ کے پردوں کے ساتھ لپٹا ہوا پاؤ، وہ چار شخص یہ تھے:
عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ
اور عبداللہ بن سعد بن ابی السرح، رہا عبداللہ بن خطل۔ وہ
کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمٹا ہوا پایا گیا۔ حضرت سعید بن
حریث اور حضرت عمار بن یاسر نے اس کو پکڑا اور حضرت سعید
نے حضرت عمار پر سبقت کر کے اس کو قتل کر ڈالا اور رہا مقیس
بن صبابہ تو مسلمانوں نے اس کو بازار میں پکڑ کر قتل کر دیا اور
رہا عکرمہ تو وہ وہ سمندر میں کشتی میں سوار ہوا، اور تند و تیز
آندھیوں کی وجہ سے وہ کشتی طوفان میں پھنس گئی، پھر کشتی
والوں نے کہا اب اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعاء کرو،
تمہارے خود ساختہ معبود یہاں تمہارے کسی کام نہیں آسکتے،
تب عکرمہ نے دل سے کہا اللہ کی قسم! اگر سمندر میں اخلاص
کے سواء کوئی چیز نجات نہیں دے سکتی تو خشکی میں بھی اس کے
سوا کوئی چیز نجات نہیں دے سکتی، اے اللہ! میں تجھ سے یہ عہد
کرتا ہوں کہ اگر تو نے اس طوفان سے مجھے عافیت میں رکھا،
تو میں سیدھا (سیدنا) محمد (ﷺ) کی خدمت میں حاضر
ہوں گا اور ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں گا، اور میں ان کو
ضرور معاف کرنے والا اور کریم پاؤں گا، پس وہ حاضر ہوئے
اور اسلام لے آئے۔ اور رہے عبداللہ بن سعد بن ابی السرح
تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس
چھپ گئے تھے، جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو عام بیعت
کے لیے بلایا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو لا کر
نبی کریم ﷺ کے سامنے کھڑا کر دیا، اور عرض کیا یا رسول اللہ

ﷺ! عبداللہ کو بیعت کر لیجئے ، نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ سر مبارک اُٹھا کر دیکھا اور ہر مرتبہ انکار کیا، پھر تین مرتبہ کے بعد ان کو بیعت سے مشرف فرمایا، پھر آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا، کیا تم میں کوئی سمجھ دار شخص نہیں تھا جو اس کو قتل کر دیتا جو اس نے یہ دیکھا کہ میں اس کو بیعت کرنے سے ہاتھ کھینچ رہا ہوں! صحابہ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں کیا پتا، آپ ﷺ کے قلب مبارک میں کیا ہے! آپ ﷺ ہمیں آنکھ سے اشارہ کر دیتے، حضور ﷺ نے فرمایا نبی کے لیے یہ جائز نہیں کہ اس خیانت کرنے والی آنکھ ہو۔(سنن نسائی)

غور فرمایئے! عبداللہ بن سعد ابی سرح کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا، اس کو قتل کر دیا جائے خواہ وہ کعبہ کے پردوں کے ساتھ لپٹا ہوا ہو لیکن وہ بھی جب آپ ﷺ کے سامنے اسلام لانے کے لیے حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس کو بیعت کرلیا۔ اب اگر بالفرض ثعلبہ بن حاطب نے پہلی بار زکوۃ نہیں دی اور اس کو جزیہ کی بہن کہا تو وہ زیادہ سے زیادہ اس جرم کی بنا پر قتل کے مستحق تھے لیکن، جب وہ نادم ہوئے، اور توبہ کر کے روتے ہوئے زکوۃ دینے کے لیے حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کے مزاج اور آپ ﷺ کی سیرت کا تقاضا یہی تھا کہ آپ ﷺ ان کی توبہ قبول کر لیتے اور ان سے زکوۃ لے لیتے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے ان سے کہیں زیادہ جرائم کے مرتکب اور معاصی میں ملوث لوگوں کو معاف فرمادیا تھا کیا آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا اگر آپ ﷺ اس کے متعلق ستر مرتبہ بھی استغفار کریں تو میں نہیں بخشوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے علم ہوتا کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا تو میں ستر سے زیادہ اس کے لیے استغفار کرتا (صحیح بخاری)

اور کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ماعز نے زنا کرلیا تو ان کے دوست ہزال نے ان کو مشورہ دیا کہ نبی

کریم ﷺ کو جا کر یہ بتائیں، اور جب ماعز، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان سے چار مرتبہ (زنا کا) اقرار کرایا پھر ان کو سنگسار کرنے کا حکم دیا اور ہزال سے آقا کریم ﷺ نے فرمایا اگر تم اس پر پردہ رکھ لیتے تو یہ تمہارے لیے بہتر ہوتا (سنن ابوداؤد) حضرت ثعلبہ کے قصہ میں یہ بات ہے کہ انہوں نے اپنے بالوں میں خاک ڈالی اور روتے ہوئے، یارسول اللہ! یارسول اللہ! کہتے ہوئے زکوۃ لے کر حاضر خدمت ہوئے لیکن آپ ﷺ نے ان سے زکوۃ قبول نہیں فرمائی، ایسا تو رسول کریم ﷺ کا مزاج نہ تھا (تبیان القرآن/جلد۵/ص ۲۰۷ تا ۲۰۸)

غزوۂ تبوک کا وقعہ

غزوۂ تبوک کی حاضری سے دس صحابہ کرام صرف سستی کی بنا پر رہ گئے تھے۔ جن میں حضرت رفاعہ ابن المنذر یعنی ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صفہ اول میں تھے اوس ابن ثعلبہ، ودیعہ ابن خرام بھی تھے۔ جب حضور انور ﷺ کی غزوۂ تبوک سے واپسی کی خبر مدینہ منورہ پہنچی تو حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھ چھ اور حضرات یعنی آپ کو ملا کر کل سات صحابہ نے اپنے کو مسجد نبوی شریف کے ستونوں سے بندھوا دیا کہ اب ہم حضور انور ﷺ کے ہاتھ سے ہی کھلیں گے ہم نے سخت قصور کیا ہے اگر حضور ﷺ نے ہم کو نہ کھولا تو ہم اسی طرح جان دے دیں گے۔ جب حضور ﷺ حسب دستور مدینہ منورہ پہنچ کر پہلے مسجد نبوی میں نفل قدوم ادا فرمانے تشریف لائے تو پوچھا کہ یہ لوگ کیوں بندھے ہوئے ہیں۔ لوگوں نے ماجرا عرض کیا، فرمایا رب کی قسم میں انہیں اس وقت تک نہ کھولونگا جب تک رب تعالیٰ نہ کھلوائے یہ حضرات بارہ دن بھاری زنجیروں میں جکڑے رہے نماز اور استنجاء کے لئے ان کے بچے انہیں کھولتے تھے تب پہلی آیت واخرون اعترافوا نازل ہوئی اور حضور ﷺ نے انہیں کھول دیا خیال رہے کہ حضرت ابولبابہ دوبارہ مسجد کے ستون سے بندھے ہیں۔ ایک غزوۂ خندق کے بعد جب قریظہ یہود مدینہ کو انہوں نے اشارہ سے حضور ﷺ کا راز بتا دیا تھا۔ دوسرے اس بار (تفسیر صاوی)

پھر یہ حضرات اپنے گھروں کو گئے اور سارا مال حضور ﷺ کی خدمت میں لائے اور عرض گذار

ہوئے یارسول اللہ ﷺ اس مال کی محبت نے ہم کو غزوۂ تبوک کی حاضری سے محروم رکھا اب ہم یہ مال اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتے۔ حضور ﷺ یہ مال ہمارے اس قصور کا کفارہ ہے اسے اپنے ہاتھ سے فقراء میں تقسیم فرمادیں اور اس کفارے کی قبولیت کی دعاء بھی فرمادیں، حضور ﷺ نے فرمایا رب تعالیٰ نے مجھے مال لینے کا حکم نہیں دیا میں وصول نہیں کرونگا۔ تب دوسری آیت نازل ہوئی خذ من اموالھم صدقة جس میں حضور ﷺ کو ان کے مال کا کچھ حصہ وصول فرمانے کا حکم دیا گیا۔ اس پر حضور ﷺ نے ان کا تہائی مال وصول فرمایا اور دو تہائی انہیں واپس فرمادیا۔ (تفسیر صاوی، روالمعانی، روح البیان، کبیر، خازن مدارک جلالین وغیرہ)

غور فرمایئے غزوۂ تبوک میں شرکت نہیں کرنے والے اور ایک یہود مدینہ کو راز فاش کرنے والوں کو بھی اللہ اور اس کے رسول نے معافی دے دی، تو اگر حضرت ثعلبہ کا قصہ صحیح مان لیا جائے تو ان کی توبہ قبول نہ ہونے کی بات کرنا جب کہ وہ روتے ہوئے اپنے سر پر خاک ڈالکر حاضر ہوئے تو ان کی زکوٰۃ قبول نہ کرنے کی بات کس قدر تعجب خیز ہے۔

حضرت ثعلبہ بن حاطب کے متعلق حدیث کا ضعف

☆ امام ابوبکر احمد بن حسن بیہقی متوفی ۴۵۸ھ لکھتے ہیں:

یہ حدیث مفسرین کے درمیان مشہور ہے اور وہ اس کو متعدد اسانید موصولہ کے ساتھ روایت کرتے ہیں اور وہ سب ضعیف اسانید ہیں۔ (تبیان القرآن/جلد ۵/ص ۲۰۵ بحوالہ دلائل النبوۃ/جلد۵/ص۲۹۲/مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، سن اشاعت ۱۴۱۰ھ)

☆ امام عبدالرحیم بن الحسین العراقی المتوفی ۸۰۶ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں علی بن یزید الالہانی ہے اور وہ متروک الحدیث ہے۔ (تبیان القرآن/جلد ۵/ص ۲۰۵/بحوالہ: مجمع الزوائد/جلد ۷/ص۳۲/مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، سن اشاعت ۱۴۰۲ھ)

☆ حافظ امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

امام طبرانی، امام ابن مردویہ، امام ابن حاتم اور امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اس حدیث کو

سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (تبیان القرآن/جلد ۵/ص ۲۰۵/بحوالہ: اسباب النزول/ص ۲۴۶/ دارالکتب العلمیہ بیروت)

☆علامہ شمس الدین عبدالرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ لکھتے ہیں:

امام بیہقی نے کہا اس حدیث کی سند پر اعتراض ہے اور یہ مفسرین کے درمیان مشہور ہے اور الاصابہ میں اشارہ ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور قصہ کا مصداق حضرت ثعلبہ کو بنانا درست نہیں ہے۔ (تبیان القرآن/جلد ۵/ص ۲۰۵/بحوالہ: فیض القدیر/جلد ۸/مطبوعہ مصطفیٰ الباز، مکہ مکرمہ، سن اشاعت ۱۴۱۸ھ)

اس روایت کے راویوں پر جرح

حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ طبرانی، بیہقی، ابن ابی حاتم اور طبری نے یہ حدیث اس سند کے ساتھ روایت کی ہے:

''علی بن یزید الالہانی از قاسم بن عبدالرحمٰن از ابوامامہ باہلی''

اب ہم اسماء رجال کی کتب سے علی بن یزید الالہانی اور قاسم بن عبدالرحمٰن کے احوال نقل کرتے ہیں جس سے اس امر پر بصیرت حاصل ہو جائے گی کہ حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اس روایت کو منسوب کرنے والے کس درجہ ساقط الاعتبار ہیں۔ حافظ جمال الدین ابوالحجاج یوسف مزی متوفی ۷۴۲ھ اس کے متعلق لکھتے ہیں:

حافظ ابوزرعہ نے کہا یہ قوی نہیں ہے، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے کہا، میں نے اپنے والد سے علی بن یزید کے متعلق پوچھا، انہوں نے کہا یہ ضعیف الحدیث ہے، اس کی احادیث منکرہ ہیں، اور جب علی بن یزید قاسم سے روایت کرے تو وہ قابل غور ہیں، محمد بن ابراہیم الکنانی نے کہا، میں نے ابوحاتم سے پوچھا آپ اس سند کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ علی بن یزید از قاسم از ابوامامہ، انہوں نے کہا یہ سند قوی نہیں ہے، ضعیف ہے، امام بخاری نے کہا یہ منکر الحدیث ہیں، امام ترمذی نے کہا حسن بن علی بن نصر الطوی اس کو حدیث میں ضعیف کہتے ہیں، ایک جگہ پر کہا بعض اہل علم نے علی بن یزید میں کلام کیا ہے اور جس کو ضعیف قرار دیا ہے، امام نسائی نے کہا یہ ثقہ نہیں ہے، ایک اور جگہ کہا یہ متروک الحدیث ہے، ابوالحسن الدارقطنی نے اس کو

متروک کہا ہے۔حاکم ابواحمد نے کہا یہ ذاہب الحدیث ہے۔(تبیان القرآن/ جلد۵/ بحوالہ تہذیب الکمال فی اسماء الرجال/۱۳/ص ۴۲۶، ۴۲۵/ مطبوعہ دارالفکر بیروتسن اشاعت ۱۴۱۴ھ)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے ان اقوال کونقل کرنے کے بعد لکھا الساجی نے کہا کہ تمام اہل علم کا اس کے ضعف پر اتفاق ہے۔(تہذیب التہذیب/ جلد ۸/ص۳۳۴/ رقم ۴۹۹۴، التقریب رقم، ۴۸۳۳/ التاریخ الکبیر رقم، ۲۴۷۰/ الجرح رقم ۱۱۴۲/ المیزان رقم۵۹۶۶)

اورقاسم بن عبدالرحمٰن کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

امام احمد نے کہا یہ جعفر، بشیر بن نمیر اور مطرح سے منکر احادیث روایت کرتا ہے، نیز کہا یہ ثقات سے منکر احادیث روایت کرتا ہے، ابراہیم بن جنید نے کہا یہ مشائخ ضعفاء سے ایسی احادیث وروایت کرتا ہے جوضعیف ہیں، العجلی نے کہا یہ قوی نہیں ہے، ابوحاتم نے کہا اگر یہ ثقات سے روایت کرے تو اس کی احادیث میں کوئی حرج نہیں، اس کی ان روایات پر انکار کیا جائے گا جو یہ ضعفاء سے روایت کرتا ہے غلابی نے کہا یہ منکر الحدیث ہے یعقوب بن شیبہ نے ایک بار کہا، یہ ثقہ ہے دوسری بار کہا اس میں اختلاف ہے (تہذیب التہذب/ جلد ۸/ ۲۸۱/ رقم ۵۶۸۶/تہذیب الکمال رقم ۴۸۰۰/ التاریخ الکبیر رقم، ۱۲/۷/ الجرح رقم ۶۴۹)

ضعیف احادیث کوروایت کرنے کا حکم

مسلمانوں کا اجماع ہے کہ رسول اللہﷺ کی نسبت جھوٹ کرنا حرام، بہت قبیح اور گناہ کبیرہ ہے، خواہ اس جھوٹ کا تعلق احکام سے ہو یا ترغیب وترہیب اور مواعظ وغیرہ سے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا گناہ کبیرہ ہے (شرح التحبہ /ص۴۵)

امام ابومحمد جوینی نے اس سلسلے میں سخت موقف اختیار کرتے ہوئے، اس شخص کوکافر قرار دیا ہے جو رسول اللہﷺ کی طرف دانستہ جھوٹ منسوب کرے۔ اور اس پر بھی اتفاق ہے موضوع حدیث کو یہ بتائے بغیر کہ یہ موضوع ہے روایت کرنا حرام ہے۔چونکہ بہت سے قصے

اور حکایتیں ایسی ہیں جن پر موضوع ہونے کا حکم لگانا ہمارے لیے مشکل ہے اور اکثر میں ان پر ضعیف یا منکر ہونے کا حکم لگا دیا جاتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ ضعیف حدیث کو روایت کرنے کا یا ہمارے واعظین کے بیان کرنے کا حکم بھی بیان کر دیا جائے۔

امام زرکشی اپنی کتاب **النکت علی ابن الصلاح** میں فرماتے ہیں:

موضوع حدیث کو بیان کرنا اس وقت جائز ہے جب اس سے مقصود اس کے راوی کا حال بیان کرنا ہو کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"من حدث عنی بحدیث یری انه کذب فهوا حدالکاذبین"

البتہ ضعیف حدیث کو روایت کرنا درج ذیل شرطوں کے ساتھ جائز ہے:

(۱) پہلی شرط یہ ہے کہ وہ احکام وعقائد سے متعلق نہ ہو۔

اس شرط کو امام نوی نے الروضہ اور الاذکار میں ذکر کیا ہے۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ اس کی کوئی اصل ہو جو اس کی شاہد ہو۔

اس شرط کو ابن دقیق العید نے **شرح الالمام** میں بیان کیا ہے۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ جو کچھ اس حدیث میں مذکور ہے اس کے ثبوت کا اعتقاد نہ رکھے۔

"اگر یہاں اعتراض کیا جائے کہ قوی شاہد کی موجودگی میں ضعیف حدیث پر عمل کرنے کو علماء نے کیوں جائز قرار دیا ہے جب کہ شاہد کی موجودگی کے باوجود موضوع حدیث پر عمل جائز قرار نہیں دیا"

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ سنت میں ضعیف حدیث کی کوئی نہ کوئی اصل موجود ہے اور پھر اس کا کذب قطعی نہیں ہے۔ جب کہ موضوع حدیث کی سرے سے کوئی اصل ہی نہیں ہے، لہذا، اس کے شاہد کی مثال ایسی ہے جیسے کسی مکان کی بنیاد پانی کے اوپر، یا کسی کھائی کے گرتے کنارے پر رکھی جائے۔

یہاں یہ بات مخفی نہ رہے کہ جو کچھ زرکشی نے ذکر کیا ہے وہ اس شخص کے بارے میں ہے جو موضوع اور ضعیف کے درمیان تمیز کرنا جانتا ہو اور ضعیف حدیث کے لئے کتاب یا سنت میں کسی عام شاہد کے موجود ہونے کا اسے علم ہو، مگر اس کے باوجود نبی کریم ﷺ سے اس کے

وجود کا اعتقاد نہ رکھے۔

ہمارے زمانے میں کتنے لوگ ایسے ہیں جو اس حقیقت کو جانتے ہیں اور پھر جن کے پاس اس کا علم ہے، ان میں سے کتنے لوگ ان قیود شرائط کا التزام کرتے ہیں۔؟

بلکہ آج حالت یہ ہے کہ عام مدعیان علم بھی صحیح اور ضعیف حدیث کی معرفت کے بغیر ہی رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہیں (تحذیر الخواص /۲۳۰)

حافظ زین عراقی فرماتے ہیں:

''حسن اتفاق سے اگر اس نے صحیح حدیث بیان بھی کر لی، تب بھی وہ اس سلسلے میں گنہگار ہو گا، کیونکہ وہ ایسی چیز بیان کرتا ہے، جس کا علم اسے نہیں ہے، اور اگر وہ امر واقعہ کے مطابق ہو جائے تو بھی وہ اس وجہ سے گنہگار ہو گا کہ اس نے ایسی چیز بیان کرنے کا اقدام کیا ہے جسے وہ جانتا نہیں ہے (الباعث علی الخلاص /ص۱۳۰،۲۳۲)

اگر کوئی شخص تفسیر کی کچھ کتابوں میں فکر ونظر رکھتا ہے تو بھی اس کے لیے ان سے کچھ نقل کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ کتب تفسیر میں صحیح اور منکر دونوں قسم کے اقوال موجود ہیں اور جو صحیح اور منکر کے درمیان تمیز نہ کر سکے، اس کے لیے کتابوں پر اعتماد کر لینا جائز نہیں۔ لہذا کتابوں سے کوئی حدیث نقل کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک وہ اسے کسی ایسے محدث کو پڑھ کر نہ سنا لے جو اس کو جانتا ہو، اگر چہ وہ حدیث صحیحین (یعنی بخاری و مسلم) میں ہی کیوں نہ ہو۔ یہ وہ شرائط تھے جن کو میں نے، علامہ عداب محمود الحمیش مدظلہ کی کتاب حضرت ثعلبہ ایک مظلوم صحابی سے تلخیص کیا اور علامہ غلام رسول سعیدی حفظہ اللہ تعالیٰ کی تفسیر تبیان القرآن سے نقل کیا۔ اس رسالہ کو میں نے یکم رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ میں لکھنا شروع کیا اور الحمد للہ آج نماز عصر سے قبل ۸؍رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ کو اللہ کے فضل اور رسول گرامی وقار کی نظر کرم کے سبب مکمل کیا اس رسالہ کے لکھنے کا واحد مقصد حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و وقار کے خلاف لکھے جانے والے مضامین اور محراب و منبر پر چہک چہک کر حضرت ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ کے خلاف نفاق کا الزام لگانیوالے واعظین کو صحیح فکر دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو قبول فرمائے، مجھے اور میرے متعلقین کو یوم قیامت دفع صحابہ کی سعی میں مصروف رہنے والوں میں شمار کرے آمین۔ بجاہ سید المرسلین ﷺ

ISBN 81-89437-77-1

9 788189 437770

Design by:
Mdi graphics
Md. Hashim
09868649605

Rs.
15/-

MOHAMMADI BOOK DEPOT
523, Waheed Kutub Market, Matia Mahal, Jama Masjid
Delhi-110006, Mob.: 9868937291, 9868649605